بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دشتِ افریقہ

چرند ، پرند چھوٹے جانور بڑے جانور مٹک مٹک کے چلنے والے اکڑ اکڑ کے چلنے والے رینگنے والے سب نے مل کر اس دشت کو سجایا ہے اور کیا خوب سجایا ہے۔ یہاں نہ کثرت سے جھرنے گر رہے ہیں نہ چشمے اُبل رہے ہیں ،نہ بل کھاتی ہوئی ندیاں بہہ رہی ہیں نہ رنگ برنگ کے پھول مسکرا رہے ہیں اُسکے باوجود غضب کا حسن اس دشت میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں حسن میں صرف کشش ہی نہیں ہے خلوص بھی ہے۔سچ کہتی ہوں اب تک قدرت کے نظاروں میں خوبصورتی ، دلکشی ،دلفریبی یہی سب کچھ نظر آیا ہے ،خلوص کا احساس کبھی نہیں ہوا لیکن یہاں کے نظّارے تمہیں واقع محبت سے بلاتے ہیں۔

اونچے اونچے پہاڑ نہیں ہیں ،گھنے جنگل نہیں، درختوں کے جھنڈ ضرور ہیں، زیادہ تر جھاڑیاں ہیں اور سوکھی لمبی سنہری لہراتی ہوئی گھاس۔۔Okavanga River۔۔کا جگہ جگہ پھیلا ہوا پانی اور اُنکے بیچ کہیں چھلانگ مارتے ہوئے ’’امپالا ‘‘ Impala

جھومتے جھامتے ہاتھی دو نہیں چار نہیں سو سو،دو دو سو کی تعداد میں، اپنی سونڈ سے ہر طرح کا کام لیتے ہوئے کہیں بڑی سے بڑی شاخ کو ایک جھٹکے میں گرا دیا تو کہیں چھوٹے سے چھوٹے تنکے کو اُٹھا لیا۔اُنکا کارواں کی صورت میں جانے کا منظر دیکھنے سے تعلّق رکھتا ہے

پھر بڑے بڑے سینگوں والے '' بفیلو '' گاؤں کی الہڑلڑکی طرح سر کے بیچوں بیچ مانگ نکالے ہوئے، دونوں طرف پٹّی جمائے ہوئے۔ یہ بھی جھنڈ میں ملتے ہیں۔

اور وہ دیکھیے وہ گردن اونچی کیے ادھر اُدھر سے جھانکتے ہوئے '' جراف '' Giraffe غضب کی لچک کے ساتھ چلتے ہیں یہ

اور اُنکے مقابلے میں جانے کتنے ٹن کا '' رائنو '' وہ اپنے ہی میں مست لگتا ہے۔

ادھر اپنی پیٹھ پر طرح طرح کی ڈیزائن لیے '' زیبرا ''۔ کہتے ہیں کسی ایک زیبرے کی ڈیزائن دوسرے زیبرے سے نہیں ملتی۔ پھر ان سب کے درمیان اُڑتی ، پھدکتی چھوٹی بڑی،رنگ برنگ کی چڑیاؤں کا تو کوئی حساب ہی نہیں ۔ ہرایک کا اپنا رنگ اپنا روپ اور اپنی راگنی ،فضا میں وہ موسیقی بکھرتی ہے کہ ہر چیز مست ہوجاتی ہے۔

اتنی طرح طرح کے رنگ روپ اورڈیل ڈول کے جانور یہاں تھے ہرکوئی ایک دوسرے سے جدا مگر اس ماحول میں سب رنگ اورسب ڈیل ڈول ایسے گھل مل جاتے ہیں جنہیں آپ Camouflage کہتے ہیں ۔ حیرانی ہوتی ہے کہ کالا رنگ اوراتنے بڑے ڈیل ڈول کا ہاتھی چھپ ساجاتا ہے حرکت سے پتا لگتا ہے کہ ادھر کوئی جانور ہے پھر خاندان کا خاندان نظر آنے لگتا ہے۔انہیں کے درمیان وہ خاندان بھی ہے جن سے سب ڈرتے ہیں۔مگرغضب کی آن شان اُس خاندان کی ہے۔ کیا '' چیتا '' کیا '' لیپرڈ '' بس دیکھنے سے تعلّق رکھتے ہیں۔

وہ جسے جنگل کا راجا کہتے ہیں جب وہ چلتا ہے تو واقع پتا لگتا ہے کہ یہاں روب کسکا چلتا ہے۔وہ آن وہ شان وہ ادائے بے نیازی کہ ہزارھا ادائیں قربان ۔اُسے پتا ہے کہ کسی کی مجال نہیں کہ اُسکا بال تک بیکا کر سکے۔میں نے اُسے بہت قریب سے چلتے دیکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ لگتا ہے۔

یہاں یہ بتانا چاہونگی کہ جب آپ ان سفاری safari پر جاتے ہیں تو رینجر Ranger آپکو اُنکی ایک خاص جیپ میں لے جاتے ہیں ،کھُلی جیپ میں۔ یہ لوگ ان سب جانوروں کی عادت، برتاؤ اور ہاؤ بھاؤ سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔اس لیے جیپ کو بہت قریب لے جاتے ہیں۔اتنا قریب کے شروع میں تو ڈر لگتا ہے کہ (جنہیں ہم جنگلی جانور کہتے ہیں) اُنکے اتنے قریب کیسے جاسکتے ہو ۸ ، ۱۰ فٹ کی دوری پر۔واقع اتنے ہی قریب سے ہم نے ان جانوروں کو دیکھا ہے

اور انہیں میں سے آنکھوں دیکھا ایک حال آپکو بتاتی ہوں۔ خبر ملی کہ فلاں جگہ پتھروں کے پیچھے شیرنی نے بچّوں کو چھپایا ہوا ہے۔ہم اُس طرف روانہ ہوئے اُس جگہ کے قریب راستے کے کنارے دو شیرنیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ایک کا رُخ راستے کی جانب دوسری کا رُخ دوسری طرف ۔ لگتا تھا وہ سوئی ہوئی تھی۔جیپ اُنکے قریب سے

ہو کر پتھریلے ٹیلے پر چڑھ گئی کہ یہیں کہیں بچّے چھپے ہوئے ہیں۔ہم ۵ لوگ جیپ میں تھے۔دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے نسرین کو ایک بچّے کا سر نظر آیا ، ' او ایک اور ہے ' وہ بتاتی رہی مگر کسی کو کچھ نظر نہیں آیا وہ اس طرح سے چٹان کے رنگ اور اُنکے بیچ اُگے ہوئے سبزے اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں میں گھل مل گئے تھے۔رینجر نے کہا ہم تھوڑی دیر یہاں ٹھہرینگے بہت ممکن ہے یہ بچّے نکل کر آئیں۔ بچّے وچّے تو نہیں آئے مگر وہ راستے پر بیٹھی شیرنی جیپ کے پیچھے آ کر بیٹھ گئی

یہ بات رینجر کو بتائی ۔اُسنے مڑ کر دیکھا اور خاموش رہا مجھے بڑی تشویش ہوئی بلکہ ڈر لگا کہ ماں اور بچّوں کے بیچ بیٹھ رہنا تو

بڑی خطرناک بات ہے۔مگرسب خاموش بیٹھے رہے میں نے تو جانے کتنی بار ’آیاتُ الکرسی ‘ پڑھ ڈالی۔تھوڑی دیر بعد شیرنی نے ایک ہلکی سی آواز کی، رینجر نے کہا یہ بچّوں کو بلا رہی ہے۔چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے کوئی ادھر سے کوئی اُدھر سے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ٦ بچّے نمودار ہوئے۔ بچّے کیا شہزادے کہیے

صاف ظاہر تھا کہ انکی پرورش شاہی خاندان میں ہوئی ہے۔چال میں وہی وقار، نظروں میں وہی تیزی ، بے خوف و خطر ہمیں دیکھتے ہوئے گھورتے ہوئے ماں کے پاس پہنچے۔ماں نے محبت کا دامن پھیلایا سب کو پیار کیا ، کوئی پیٹھ پر سوار ہوا کوئی گردن پر چوما چاٹی ہوتی رہی، تھوڑی دیر بعد ماں اُٹھی ایک بڑی چٹان کے قریب جیپ کے سامنے کی طرف بیٹھ گئی جھاڑیوں سے ہلکی سی چھپی رہی۔بچّے آس پاس کھیلتے رہے، کچھ ہمیں دیکھتے رہے۔اُف وہ اندازِ دید، گردن اونچی کیے ، ایک پنجہ آگے کیے ہوئے وہ شاہانہ انداز ،قلم میں زور نہیں کہ وہ ادائے دلربا کا نقشہ کھینچ سکوں (شاید تصویریں کچھ بتا دیں)۔ ماں پھر نیچے اُتری بچّے بھی پیچھے پیچھے چلے۔ہم دیکھتے رہے کچھ اُنکی شان باقی شانِ ذُالجلال۔

شکریہ

حمیدہ بانو